بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمدیوں کی تعداد کا مسئلہ

اِدھر بھی اور اُدھر بھی

سن ۲۰۰۰ء کی بات ہے حسینی اور اعوان چبوترے پہ بیٹھے بارہ گوٹ کھیلنے میں مشغول تھے۔ نہ جانے اعوان کو کیا سوجھی اُس نے اپنے بھائی حسینی سے اچانک مخاطب ہوتے ہوئے کہا "ایک عدد گاڑی ہے بالکل نئی مرسی ڈیز ہے۔ آسان قسطوں پر ملتی ہے۔ بھائی کبھی اپنے چھوٹے بھائی کو دیکھے اور کبھی اپنے آپ کو۔ اس پر اعوان نے کہا "نہیں بہت آسان اقساط پر صرف احمدیوں کیلئے شاہنواز والے دے رہے ہیں۔ بھائی نے ڈرتے ڈرتے پوچھ لیا۔ "کتنا بیانہ دینا ہوگا اور کتنی قسطیں ہونگی۔ اعوان نے ذرا آگے کی طرف سرکتے ہوئے کہا۔ "بہت آسان قسطیں ہیں اور کوئی بیانہ نہیں۔ "پر ہیں کیا" بھائی نے تجسس بھرے انداز سے پوچھا۔ پہلی قسط ایک روپیہ، دوسری دو روپے اور تیسری چار روپے اور پانچویں آٹھ اور پھر اگلی اس کا ڈبل یعنی سولہ اور پھر اس کا ڈبل چھبیس۔۔۔۔ اس طرح ہر قسط دوگنی ہوگی اور کُل تیس قسطیں ادا کرنی ہونگی۔ بھائی حسینی کی تو آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی "اور بس" بے ساختہ اُس کے مونہہ سے نکلا۔ اس پر حسینی نے قسطوں پر نئی مرسی ڈیز خریدنے کی حامی بھرلی۔

بھائی حسینی نے بڑی باقاعدگی کے ساتھ اپنے بھائی کو شاہنواز لمیٹڈ سے برانڈ نیو مرسی ڈیز کیلئے قسطیں جمع کروانی شروع کردی۔ "یہ لو اعوان سولویں قسط کے پیسے بتیس ہزار ساٹھ سو آڑسٹھ فوراً شاہنواز والو کو دے دو۔ اور اِسکے ساتھ بھائی حسینی نے اگلی چند قسطوں کا بھی حساب کرنا شروع کردیا تا جلد از جلد قسطیں ادا کرکے گاڑی کا مالک بن بیٹھیں۔ قسط نمبر بیس پانچ لاکھ چوبیس ہزار دو سو اٹھاسی۔ بھائی حسینی کو اب اپنے پاؤں تلے سے زمین سرکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ حسینی نے جلدی جلدی جب اکیسویں اور بائیسویں قسط کا حساب لگایا تو اس کے ہوش اُڑ گئے اور اُس کا سارا جسم پسینے سے شرابور ہوگیا۔ اتنی بڑی رقم میں تو تعداد کی گنتی بھی نہیں کرسکتا۔ حسینی نے سہمے ہوئے " کہا۔ اعوان نے ایک زوردار قہقہ لگایا "بھائی اس کو سائنس کہتے ہیں سائنس۔

۱۹۹۳ء میں جماعت احمدیہ قبرستان کے خدائی خلیفہ نے احمدیوں کی بیعتوں کو قبول کرتے ہوئے اعلان کیا کہ اب اس تعداد کو ہر سال دوگنا کردو۔ خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کے مبارک مونہہ سے نکلی ہوئی اس بات کی تکمیل

کیلئے دنیا کے ہر ملک میں خدا تعالیٰ کے خاص فضلوں کی بارشیں شروع ہو گئیں۔ خدا تعالیٰ نے اپنے بنائے ہوئے خلیفے کے مونہہ سے نکلی ہوئی بات کی لاج رکھنے کیلئے اس کام کی تکمیل کیلئے ہزاروں فرشتے زمین پر نازل فرمائے جو معصوم احمدی عہدیداروں کی فوج کی شکل میں کام کرتے تھے۔ لہٰذا نئی احمدی بیعتوں کی تعداد ۱۹۹۴ء میں دو لاکھ سے دوگنی ہو کر چار لاکھ تک ہو گئی اور اس کے بعد اگلے جلسہ سالانہ کے موقع پر خدائی فوجدار فرشتوں نے اپنے پیارے امام کے حضور آٹھ لاکھ بیعتوں کے انبار لگا دیئے۔ اور پھر یہی تعداد اگلے سال ۱۹۹۶ء کے جلسہ پر ایک اشاریہ چھ ملین تک پہنچ گئی۔ ہر احمدی کے گھر میں جشن کا سماع تھا لوگ ایک دوسرے کو مبارکبادیں دیتے نہ تھکتے تھے۔ کچھ منچلے عہدیدار بیٹھے دنیا کے اقتدار پر قابض ہونے کے خواب دیکھ رہے تھے تو کچھ حساب کتاب میں مشغول تھے کہ ابھی اور کتنے سال باقی ہیں۔ احمدیوں کو اب چند مزید سال درکار تھے خدا نے اُن کی قربانیاں قبول فرمالیں اور اُنہیں ایک جلیل القدر خلیفہ عطا فرمایا۔ جلسہ یو کے میں برٹش پارلیمنٹرین کو رنگ برنگے سونے کے ہار پہنیں گھومتے دیکھ کر تو احمدی خدا کے حضور سجدے میں گر جاتے تھے اور ان گوری چمڑی والوں کو خوب دل بھر کر دیکھتے تھے۔ اب اُنہیں وہ دن دور نہیں دکھائی دیتا تھا جب ملکہ تاج برطانیہ حضرت مرزا طاہر احمد کے قدموں پہ سر رکھ کر اپنی ذمہ داریوں سے کنارہ کشی اختیار کر لے گی۔ آخر کیوں نہیں، دنیا نے کب ایسے ایمان افروز واقعات دیکھے تھے؟؟

اسی طرح سال ختم ہو گیا اور ۱۹۹۷ء آ گیا اور پھر احمدیوں کی تعداد دگنی ہو گئی یعنی تین اشاریہ دو ملین۔ ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں، ہر آنکھ اشکبار تھی اور اپنے عظیم خدائی خلیفے کی مداح میں نغمہ سرا تھی۔ آخر کیوں نہ ہوتی کیونکہ وہ بنائے گئے ہیں آسماں کیلئے؟؟

ہر روز جشن تشکر منایا جاتا، عہدیداروں کی میٹنگیں تھیں کہ جشن کا سماں پیش کرتی تھیں۔ سب خوش تھے اور تبلیغ میں جُتے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے امام کو وہ خوشی دی جس کا کوئی نعمل البدل نہ تھا۔ احمدی عہدیدار اِس کو محض حضور کی دعائیں قرار دیتے تھے جو بارگاہ الٰہی میں مقبول ہو چکیں تھیں اور رُکنے کا نام ہی نہیں لیتی تھیں۔ احمدیوں نے پچھلے سو سال میں ایسے نظارے نہ دیکھے تھے۔

وہاں جماعت میں دو افراد ایسے بھی تھے جو دل تھام کے بیٹھے تھے۔ حسینی کو اَندازہ ہو چکا تھا کہ محض ایک روپے سے شروع ہونے والی نہایت سہل قسط نے سولویں پر ہی اُس کے چھکے چُھڑا دیئے تھے۔ اُس کا دل کر رہا تھا کہ وہ خوب چیخے اور چلا چلا کر بتائے پر نقار خانے میں طوطی کی آواز کو کون سنتا تھا؟ وہ جتنا چلاتا تھا کہ روک دو اس کو

روک دوا اتنی ہی شدت کے ساتھ اُس پر منافقت کے فتوے لگتے تھے۔ اور پھر وہی ہوا جس کا ڈر تھا ۲۰۰۱ء کے اِکیاسی ملین لوگ ۲۰۰۲ء میں اتنی بڑی تعداد میں تبدیل ہو گئے کہ جس کو لکھنا اور پڑھنا بھی بیچارے احمدیوں کیلئے دشوار دکھائی دیتا تھا۔ 20,654,00 حسینی نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔ اس پر دونوں بھائی سر جوڑ کر بیٹھ گئے اور حساب لگانے لگے کہ ہمارے پیارے حضور کہیں دنیا کی آبادی ہی نہ کراس کر جائیں۔ حسینی اور اس کا بھائی دونوں دل تھام کے بیٹھے تھے جبکہ جماعت احمدیہ دو سو ملین کی تعداد پر جشن منا رہی تھی۔ دنیا کی آبادی جو ہر روز 227,921 نئے آنے والوں سے بھر رہی تھے اس کے بر خلاف حضرت امام جماعت احمدیہ اور خدائی خلیفے کی خواہش سے احمدیوں کی تعداد 30000 ہر روز کے حساب سے بڑھ رہی تھی اور اس تعداد میں وہ شامل نہیں تھے جو ہر سال احمدیوں کی افزائش نسل سے ہوتے تھے۔ جب سے کائنات بنی ہے مذاہب عالم کی تاریخ میں اس طرح کے نظارے کبھی کسی نے نہیں دیکھے ہونگے۔ وہ فلک شگاف نعرے اور وہ نئے احمدیوں کے قافلے جن کی قطاریں میلوں میل پر پھیلی ہوئی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے خدا زمین پر اُتر آیا ہو۔

ڈاکٹر مقصود احمد

اَمیر جماعت احمدیہ اصلاح پسند برطانیہ

۸؍ مئی ۲۰۱۶ء